آخری رقص

2014

ارشاد عرشی ملک

نظموں اور غزلوں کی فہرست

یہ فیس بُک کے رشتے

الفاظ کی جادو نگری

آن لائین ہی سدا رہتا ہے وہ

اور زیادہ

جھوٹی ماں

خدا کے ساتھ ڈائیلاگ

رشتوں کے گھنے پیڑ

ماں چُپ رہو

ماں کتنی بھولی اور پیاری ہوتی ہے

مجھے دے دو

ایک مرد کی سوچ

غلط۔ غزل

ہر گز نہ آئے باز۔ غزل

کیا کرتے۔ غزل

اس بے وفا سے ہم کو بُلایا نہ جائے گا۔ غزل

پھولوں سے تتلیوں کو اُڑایا نہ جائے گا۔ غزل

جس جگہ پر جا لگی وہ ہی کنارہ ہو گیا، غزل

رہ جائے گا۔ غزل

میں اور میرے دادا جی

محفلِ مشاعرہ۔ موسموں کی

محفلِ مشاعرہ۔ سبزیوں اور پھلوں کی

محفلِ مشاعرہ۔ پھولوں کی

تو نیند آ جائے گی۔ غزل

عجیب فرق

لونڈی نے اپنی مالکہ کو جنم دیا

تمہارے ابّو

زندگی دائرے کا سفر

انسان اور شیطان میں فرق

پیرِ پیراں

خدا بھی روٹھ جاتا ہے

متفرق اشعار

تازہ قطعات

چاند کی صورت طلوع ہوا

قُرآن ساتھ رکھنا

وقت کم

بے فائدہ کوشش

چھوٹی نظمیں

سُنا ہے چیونٹیوں میں۔۔

یہ فیس بُک کے رشتے

ارشاد عرشی ملک

یہ فیس بُک کے رشتے، یہ فیس لیس سے رشتے

برقی ورق پہ بن کر، جادو سا اک جگائیں

نشّہ سا اِک لگائیں

الفاظ دل لُبھائیں، الفاظ دل جلائیں

کھڑکی ہے یہ طلسمی، اُس پار کچھ نہیں ہے

دل نہ یہاں لگانا ،اے یار، کچھ نہیں ہے

اپنی ہی خواہشوں نے، اپنی ہی حسرتوں نے

بازار یہ سجایا، جادو سا اِک جگایا

اس جادُوئی ورق کا مت اعتبار کرنا

محتاط راستہ ہی تم اختیار کرنا

ورنہ ہجوم میں بھی، رہ جائو گے اکیلے

یونہی سجے رہیں گے برقی ورق کے میلے

یہ فیس بُک کے رشتے، یہ فیس لیس سے رشتے

"الفاظ کی جادو نگری"

ارشاد عرشی ملک

اے جہانِ فیس بُک کے باسیو

یہ نگر لفظوں کا تصویروں کا ہے

اس طلسمی دیس میں چلتا ہے سکّہ "لفظ" کا

لفظ جو سوچوں کو دیتے ہیں زباں

لفظ جو جذبات کے ہیں ترجماں

اس جگہ شرف و نجابت لفظ ہیں

معجزہ، زندہ کرامت، لفظ ہیں

عقل و دانش کی علامت لفظ ہیں

اور کبھی رنگِ جہالت، لفظ ہیں

کیا تمہارا خانداں ہے؟ کیا تمہاری نسل ہے؟

کوئی بھی واقف نہیں کہ کیا تمہاری اصل ہے؟

ہجر کے خواہاں ہو یا پھر آرزوئے وصل ہے؟

الغرض اس کھیت میں لفظوں کی اُگتی فصل ہے

فیس بُک الفاظ سے آراستہ بازار ہے

لفظ ہوں کھیسے میں تو دلچسپ کاروبار ہے

لاکھ تصویریں لگائو حُسن وخوبی سے جڑی

شکل وہ ہو گی تمہاری، جو کہ لفظوں نے گھڑی

بیچتے کیا ہو تمہارے پاس کیا سوغات ہے؟

شہرِ حُسن ذوق میں کیونکر گذر اوقات ہے؟

اصل زر بھی ہے کہ جھولی میں فقط خیرات ہے

اس طلسمی ورق پر بے چہرگی" پہچان" ہے

ہر کوئی اِک دوسرے کی اصل سے انجان ہے

"ریشماں" کی ریشمی چلمن کے پیچھے "خان" ہے

آئی ڈی "اینجل" کی ہے جس کی، وہ اِک "شیطان" ہے

حُسن کی بارہ مہینے ہی لگی رہتی ہے "سیل"

نام ہے جس کا "پری" وہ در حقیقت ہے "چڑیل"

لفظ کی دستک پہ کچھ دل کھول دیتے ہیں کواڑ

لفظ نے جادو جگائے لے کے پھر لفظوں کی آڑ

لفظ دل میں سنگ دل کے ڈال دیتا ہے دراڑ

لفظ کی لے پر تھرکتے ہم نے دیکھے ہیں پہاڑ

نُقرئی اوراق پر جادو گری لفظوں کی ہے

آپ کے شیشے میں جو اُتری پری لفظوں کی ہے

اس طلسمی دیس میں سب ساحری لفظوں کی ہے

لفظ تمہارے، تمہاری سوچ کے عکّاس ہیں

گر بُجھے دل سے لکھو تو ترجمانِ یاس ہیں

بُغض و نفرت سے لکھو تو گندگی کی باس ہیں

گر بِنا سوچے لکھو تو پھر نِری بکواس ہیں

تم وہی بانٹو گے بے شک، جو تمہارے پاس ہے
موتیے کے پھول ہیں یا زرد، سُوکھی گھاس ہے

جو اُچھالو گے فضا میں، لوٹ کر آئے گا وہ
خیر جو بانٹے گا عرشی، خیر ہی پائے گا وہ

آن لائین ہی سدا رہتا ہے وہ

ارشاد عرشیؔ ملک

(یہ نظم نوجوان نسل خاص طور پر کمپیوٹر پر ''چیٹنگ'' کے شائقین کو اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ دلانے کے لئے، کمپیوٹر ہی کی ٹرمنالوجی میں لکھی گئی ہے)

"آن لائین"ہی سدا رہتا ہے وہ

"آف لائین" کی طرح لگتا ہے جو

نہ "بزی" ہے نہ "اَوے" حاضر ہے وہ

خوب رکھتا ہے نظر ناظر ہے وہ

وہ "اویل ایبل" ہے عرشیؔ ہر گھڑی

یہ عنایت اس کی ہے کتنی بڑی

بھیج کر دیکھو تو "میسج انسٹنٹ"

وہ کبھی کرتا نہیں اس کو "ریجکٹ"

لازماً دیتا ہے کچھ نہ کچھ جواب

اپنے چہرے سے اٹھاتا ہے نقاب

ہاں مگر رکھتا ہے قائم کچھ حجاب

گرچہ دریا ہے پہ لگتا ہے سُراب

اُس کو تم "ای میل" کر کے دیکھ لو

"فیس بُک" پہ "سرچ" کر کے دیکھ لو

"پیج" ہے اُس کا یہ ساری کائنات

ذکر کرتا ہے اُسی کا پات پات

ہیں "میوچل فرینڈز" میں سارے رسول

"انویٹیشن" اُن کا ہی کر لو قبول

ہے "سٹیٹس" اُس کا اے غافل بشر

"آپلٹ آموت سے تُو پیشتر"

اُس کو بھی "لائیک" کرو، بھیجو "کمینٹ"

"آنسر" دے گا وہ تم کو "انسٹینٹ"

"ایڈ" کر لے گا تمہیں فی الفور وہ

کر نہیں سکتا تمہیں "اگنور" وہ

ہاں مگر بندے کو فرصت ہی نہیں

اپنے خالق سے محبت ہی نہیں

اِک جہاں سے "چیٹ" کرتا ہے مگر

"چیٹ" کی مالک سے فرصت ہی نہیں

اور زیادہ

ارشاد عرشی ملک

گھر گھر میں ہے اب آہ و فغاں، اور زیادہ

اُٹھتی چلی جاتی ہے اماں، اور زیادہ

احساسِ تحفظ ہے، نہ احساسِ مروت

جینا ہوا شہروں میں گراں، اور زیادہ

ہم سا کوئی مظلوم جو آ جاتا ہے زد پر

وہ کھینچ کے رکھتے ہیں کماں، اور زیادہ

الفاظ بھی کچھ تلخ تھے لہجہ بھی کسیلا

بھرتا گیا آنکھوں میں دُھواں، اور زیادہ

پہلے بھی کہاں چین سے جینا تھا میّسر

شہ رگ پہ ہے اب نوکِ سناں، اور زیادہ

تم شوق سے پابند کرو میرے قلم کو

بندش پہ یہ ہوتا ہے رواں، اور زیادہ

جاری ہے ابھی کار گری کنُ، فیکوں کی

ہر لحظہ بدلتا ہے سماں، اور زیادہ

اِک پور کی جنُبش پہ سمٹ آئی ہے دُنیا

گو پھیلتا جاتا ہے جہاں، اور زیادہ

دیکھو تو ذرا، پردہ نشینوں کی ادائیں

ہوتے ہیں عیاں، ہو کے نہاں، اور زیادہ

تُو پاس ہے پر قُرب کا احساس نہیں ہے

سُونا مجھے لگتا ہے مکاں، اور زیادہ

کھو کر تجھے ہم سانس تو لیتے رہے لیکن

ہر پل ہوا احساسِ زیاں، اور زیادہ

سیتے رہے کل بیٹھ کے اُدھڑی ہوئی یادیں

آنسو ہوئے آنکھوں سے رواں، اور زیادہ

احساسِ تشکر نے اُٹھانے نہ دیا سر

ہوتے گئے ہم سجدہ کناں، اور زیادہ

چُپ رہنے کا ارشاد، وہ کرتے ہیں جب عرشی

کھُلتی ہے اُسی وقت زباں، اور زیادہ

جھوٹی ماں

ماخوذ

ارشاد عرشی ملک

Arshimalik50@hotmail.com

ایک بچّہ، ماں تھی جس کی مر چکی

باپ لایا اس کی خاطر، ماں نئی

تا نہ ہو، محسوس بچّے کو کمی

لوٹ آئے اس کے ہونٹوں پر ہنسی

ایک دن بچّے سے پوچھا باپ نے

ہاں۔۔بتا کیسی ہے تیری ماں نئی؟

تیری پہلی ماں سے اچھی یا بُری؟

سوچ میں پہلے تو بچّہ پڑ گیا

اور پھر یوں باپ سے کہنے لگا

پہلی ماں جھوٹی تھی، پر سچی ہے یہ

میرے بابا، بات کی پکی ہے یہ

میری پہلی ماں تو تھی جھوٹی بڑی

جب میں کرتا تھا شرارت، اُس گھڑی

مجھ سے ہو جاتی خفا

ڈانٹ کر کہتی سدا

آج میں کھانا نہیں دوں گی تجھے
رات بھر بھوکا ہی رکھوں گی تجھے

بھول جاتی تھی پھر اپنا ہی کہا
ڈھونڈتی پھرتی تھی مجھ کو جا بجا
رُوٹھتا تھا میں تو، لیتی تھی منا
ہاتھ منہ دھلوا کے گودی میں بٹھا
چوم کر دیتی تھی وہ کھانا کھلا

اب اگر کرتا ہوں میں کوئی خطا
مجھ سے ہوتی ہے نئی ماں بھی خفا

ڈانٹ کر کہتی ہے اُس ماں کی طرح

آج میں کھانا نہیں دوں گی تجھے

رات بھر بھوکا ہی رکھوں گی تجھے

یاد رکھتی ہے یہ پھر اپنا کہا

بات سے عرشی نہیں پھرتی ذرا

اس کی سچائی کے باعث، مجھ پہ کھانا "بین" ہے

پیٹ میرا بھوک سے بابا، بہت بے چین ہے

خدا سے ڈائیلاگ

ارشاد عرشی ملک

میرے اللہ۔۔۔آج بہت افسردہ ہوں، آزردہ ہوں

آپ سے کچھ باتیں کرنے کو دل کرتا ہے

کیا تھوڑا سا وقت ملے گا

خُدا۔۔۔ہاں ہاں بولو

میں۔۔۔حمد و ثناء تو پانچوں وقت ہی کرتی ہوں

آج مگر کچھ شکوئوں کو دل کرتا ہے

پہلے آپ اِک وعدہ کر لیں

ہر گز بھی ناراض نہ ہوں گے

خدا۔۔۔پکا وعدہ، میں ہر گز ناراض نہ ہوں گا

میں۔۔۔کل کا سارا دن کیوں اتنا مشکل تھا؟

جو بھی میرے ساتھ ہوا وہ ٹھیک نہیں تھا

خدا۔۔۔ کیا مشکل تھی کھل کر بولو

میں۔۔۔ کل صبح جب کالج جانے کو میں نکلی

میری گاڑی کیوں اسٹارٹ نہیں ہو پائی؟

یہ بے کار کی زحمت میرے حصے میں کس کارن آئی؟

خدا۔۔۔ آگے بولو

میں۔۔۔ کالج میں برگر منگوایا۔ کھانے کو تھی

چکن کا ٹکڑا ایک دم پھسلا، گر کر وہ مٹی میں لتھڑا

میں نے سوکھا برگر کھایا

خدا۔۔۔ یہ بھی سچ ہے آگے بولو

میں۔۔۔ گھر آئی تو فون بھی ڈیڈ تھا

دو گھنٹے تک ڈیڈ رہا وہ

خدا۔۔۔ یہ بھی ٹھیک ہے آگے بولو

میں۔۔۔شام کو مجھ کو شاپنگ کرنے جانا تھا

لیکن میری دوست نے یہ کہلا بھیجا

کہ اُس کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے

ساتھ نہیں وہ جا پائے گی

سر کے درد کی گولی کھا کر سو جائے گی

خدا۔۔۔اور بھی جو کہنا ہے کہہ دو

میں۔۔۔اے سی بھی میرے کمرے کا ٹھیک نہیں تھا

پنکھے ہی کی گرم ہوا میں رات گزاری

اِک ٹینشن ہے اب تک طاری

خدا۔۔۔اور بھی کوئی شکوہ ہے تو کہہ ڈالو

میں۔۔۔پہلے یہ گتھی سلجھائیں

کیا ہے میرا جُرم بتائیں

خدا۔۔۔اِک اِک کر کے ساری بات بتاتا ہوں

غور سے سُننا اور سمجھنا

رازِ دروں سمجھاتا ہوں

جس رستے سے تم نے کالج جانا تھا

اس رستے پر ایک شرابی اور آوارہ

ظالم غُنڈہ

اپنے باپ کی ہنڈا لے کر

عین اُس وقت پہ گھوم رہا تھا

وہ تمہاری گاڑی کو ہٹ کر سکتا تھا

میں ۔۔۔اوہ

خدا ۔۔۔ بر گر میں وہ چکن کا ٹکڑا باسی اور مضرِ صحت تھا

اس کو کھانا ٹھیک نہیں تھا

میں ۔۔۔اللہ اللہ

خدا ۔۔۔فون پہ اِک بدمعاش تمہیں دھمکی دینے پر تُلا ہوا تھا

اور تمہاری ایک سہیلی، غیبت اور چُغلی کے موڈ میں

تم سے ڈھیروں باتیں کرنے کی خواہاں تھی

میں۔۔۔میری توبہ

خدا۔۔۔شاپنگ پر کل جانا بھی تمہارے حق میں اچھا نہ تھا

اُس بازار میں ایک دھماکہ ہونے کو تھا

ٹی وی کھولو۔۔۔خبریں دیکھو

میں۔۔۔اُف اُف

خدا۔۔۔اور تمہارے اے سی میں کچھ نقص تھا ایسا

''آن'' اگر وہ ہوتا تو

تمہارے سارے گھر کی بجلی بھک کر کے اُڑ جاتی

میں۔۔۔اللہ اللہ یہ مجھ کو معلوم نہیں تھا

خدا۔۔۔اور بھی کوئی شکوہ ہے تو کہہ ڈالو

میں۔۔۔میرے ربّ میں شرمندہ ہوں۔ سوری سوری

خدا۔۔۔سوری سوری کو تم چھوڑو

شک و شبے کے پھندے توڑو

مجھ پہ گر ایمان ہے عرشی

مجھ پہ بھروسہ کرنا سیکھو

میری جانب سے جو پائو

بُرا کہ اچھا، سب سہہ جائو

رشتوں کے گھنے پیڑ

ارشاد عرشی ملک

زندگی میں ہیں جس قدر رشتے

وہ تو پیڑوں کی مثل ہیں عرشی

منفرد ہیں خواص ہر اِک کے

منفرد ذائقہ ہے خوشبو ہے

پر سکوں بخش سب کا سایہ ہے

وقت نے خود انہیں اُگایا ہے

ادنیٰ ادنیٰ ضرورتوں کے لئے

اپنے سفاک مقصدوں کے لئے

اِن کی شاخوں، تنوں کو مت کاٹو

اپنے مطلب، مفاد کی خاطر

اِن کے پھولوں پھلوں کو مت چھانٹو

ورنہ جیون کے گرم موسم میں

کس کے سایے میں جا کے لیٹو گے

ٹیک کس سے لگا کے بیٹھو گے

"ماں چُپ رہو"

{اپنی مرحومہ ماں کے سامنے ایک بیٹی کا اعترافِ جُرم}

ارشاد عرشی ملک

ماں بُلاتی ہوں تجھے کب سے مری آواز، سُن

سسکیوں کی تال پر جو بج رہا ہے ساز، سُن

گو عیاں تجھ پر ہیں مجھ ناقص کے سارے راز، سُن

آج جب میری جواں بیٹی نے میرے ہاتھ کو

دفعتاً جھٹکا، اور اپنے پاؤں کو پٹخا

کہا پھر چیخ کر "ماں چُپ رہو"

اُس گھڑی سے چُپ ہوں

لگتا ہے زباں پتھرا گئی

درد اتنا ہے کہ گویا جاں حلق تک آ گئی

دل میں آوازوں کا ہے محشر بپا

تیرے بِن کس سے کہوں یہ ماجرا

آج سمجھی ہوں ترا، دردِ نہاں

تیری آنکھوں کی نمی، خاموشیاں

تیری اپنے آپ سے سرگوشیاں

یاد ہیں اپنی سبھی من مانیاں

تیرے آگے دھونس اور نادانیاں

یاد آتے ہیں جھکے کاندھے ترے

یاد آتی ہے وہ چالِ ناتواں

یاد آتے ہیں ترے سجدے طویل

یاد آتی ہیں تری وہ سسکیاں

ماں گھڑی بھر کے لئے آملِ مجھے

زخم سینے کے دکھانے ہیں تجھے

منہ چُھپا کر آج تیری گود میں

سب کے سب آنسو بہانے ہیں مجھے

کیسے پچھتاوں کو عرشی کم کروں

اعترافِ جُرم یا ماتم کروں

ماں کتنی بھولی اور پیاری ہوتی ہے

ارشاد عرشی ملک

ماں کتنی بھولی اور پیاری ہوتی ہے

وہ بچوں سے کہتی ہے

میری ایک نصیحت مانو

گر تم چاہو

پھر بچّے چاہیں نہ چاہیں

وہ منوا کے رہتی ہے

ماں کتنی بھولی اور پیاری ہوتی ہے

وہ بچوں سے کہتی ہے

تم میری اِک بات تو سُن لو

گر تم چاہو

پھر بچّے چاہیں نہ چاہیں

بات سُنا کر رہتی ہے

ماں کتنی بھولی اور پیاری ہوتی ہے

وہ بچوں سے کہتی ہے

چھوٹا سا اِک کام تو کر دو

گر تم چاہو

پھر بچّے چاہیں نہ چاہیں

وہ کرواکے رہتی ہے

ماں کتنی بھولی اور پیاری ہوتی ہے

مجھے دے دو

ارشاد عرشی ملک

عطا ہو سوچ کی وُسعت، غزل خوانی، مجھے دے دو
مرا کھویا ہوا تختِ سُلیمانی، مجھے دے دو

تمہارا کچھ نہ بگڑے گا ذرا سی دل نوازی سے
رُخِ روشن کی اِک لمحے کی تابانی، مجھے دے دو

مبارک ہو تمہیں یہ عیش و عشرت کی فراوانی
فقط اِک دردِ بے پایاں کی ارزانی، مجھے دے دو

متاعِ لذتِ غم میں کمی بھاتی نہیں دل کو
لگے ہیں زخم پھر بھرنے، نمک دانی، مجھے دے دو

بھٹکنے کی مجھے عادت ہے تنہائی کے صحرا میں
تمہیں رونق مبارک ہو، یہ ویرانی، مجھے دے دو

تمہاری قید میں برسوں سے ہے میرا دِلِ وحشی
نہیں ہے کام کا تو اب یہ زندانی، مجھے دے دو

سرِ تسلیم خم میرا تمہارے حکم کے آگے
بنو تم عقلِ کل الزامِ نادانی، مجھے دے دو

بِنا دستک دیئے تم پر کُھلے ہر ایک دروازہ
ملیں آسائشیں، یہ تنگ دامانی، مجھے دے دو

نہیں ہمت کسی غم کی، نظر بھر کر تمہیں دیکھے
کرم مجھ پر کرو، اس دل کی دربانی، مجھے دے دو

تمہاری آنکھ میں آنسو نہ دیکھوں، میں ندامت کے
تمہاری خیر ہو، رنجِ پشیمانی، مجھے دے دو

ہمیشہ تم رہو ہنستے، بھلے مجھ پر ہنسو پیارے
ذرا سا حوصلہ اور خندہ پیشانی، مجھے دے دو
مرے دل کو بھی خواہش ہے تمہارے حوصلے دیکھے

ذرا سی دیر کو مشقِ ستم رانی، مجھے دے دو

مرے بے کس شکستہ دل سے تم کھیلا کئے برسوں
دبا رکھی ہے تم نے شئے جو بیگانی، مجھے دے دو

میں بحرِ غم کے پھیلاو میں اِک ویراں جزیرہ ہوں
کوئی والی نہیں اِس کا، یہ سلطانی، مجھے دے دو

ہزاروں گھاو ہیں بے مہریِ دُنیا کے اس دل پر
بہت دل تنگ ہے مولا، اب آسانی، مجھے دے دو

شکستِ ذات نے عرشی بہت خود سر کیا مجھ کو
متاعِ بندگی بخشو، ثناء خوانی، مجھے دے دو

ایک مرد کی سوچ

ارشاد عرشی ملک

ہاسپٹل کے بستر پر وہ آنکھیں موندھے لیٹا تھا

تھکی ہوئی کمزور سی بیوی، اُس کے پاؤں داب رہی تھی

اُس کے اِک ہنکارے پر

وہ دوڑ کے چائے کا کپ لائی، شوہر کی گردن سہلائی

اِس آہٹ اور لمس کو پا کر شوہر نے پھر آنکھیں کھولیں

دُور کہیں ماضی میں دیکھا

دھیمے سے لہجے میں بولا

مشُکل وقت میں جب سایہ بھی ساتھ نہیں تھا

تم نے میرا ساتھ نہ چھوڑا

کالے اور گھمبیر دنوں میں تم ہی میرے ساتھ رہی ہو

کاروبار کے ٹھپ ہونے کے وقت بھی تم ہمراہ تھیں میرے

جب میں سیڑھی سے لڑھکا تھا

تم نے میرا بازو تھاما

کار مری جب برف پہ پھسلی، میری دونوں ٹانگیں ٹوٹیں

روز و شب تم پاس تھیں میرے

میری صحت، دولت، شہرت، ہر شے نے جب چھوڑا مجھ کو

تب بھی تم نے ساتھ نہ چھوڑا

قرب سے میرے منہ نہ موڑا

چاہت کا ناطہ نہ توڑا

جب میں قید ہوا تو تب بھی، تم ہر ہفتے ملنے آئیں

سگرٹ اور بریانی لائیں

شائد تم یہ جان نہ پاو

میں تمہارے بارے میں کیا سوچ رہا ہوں

جی کرتا ہے، آج بتا دوں

بیوی خوش ہو کر مسکائی، پھر شرمائی

اُس کے گالوں پر تھوڑی سُرخی لہرائی

اس نے سوچا

ثابت قدمی اور ریاضت جیون بھر کی

اب کام آئی

نظر جُھکا کر دبے دبے لہجے میں بولی

جی جی کہیے؟

اور وہ ٹھنڈے برفانی لہجے میں بولا

آخر میں نے جان لیا ہے

برسوں ساتھ نبھا کر یہ پہچان لیا ہے

میری ساری تیرہ بختی، ناکامی کی وجہ تم ہو

کیونکہ تم منحوس بہت ہو

غلط

ارشاد عرشی ملک

ہم نے مانا دل میں آجاتے ہیں کچھ ارماں غلط
آپ کا اُن کو کُچل دینے کا ہے فرماں غلط

ہم کو تو اقرار ہے بے شک گنہگاروں میں ہیں
آپ کا بھی زعم، بابت پاکیِ داماں غلط

رت جگوں کی اب نہ طاقت ہے نہ فرصت نہ دماغ
کھٹکھٹایا تو نے دروازہ، غمِ جاناں غلط

کچھ تو ہو گی بات جو ہر بار دُھتکارے گئے

ہو نہیں سکتا ہے ہر گز آپ کا درباں غلط

شکوہِ بے مہریِ اہلِ سُخن بے کار ہے

کیا پڑھے تحریر کوئی، دیکھ کر عنواں غلط

گو مہارت ہے مسّلم تیری، پر کہنے تو دے

چارہ گر تُو نے کیا اس درد کا درماں غلط

بات کیا ان سر پھرے، آشفتہ سر لوگوں سے ہو

کُفر جن کو ٹھیک لگتا ہے، مگر ایماں غلط

کس طرح تیری بصارت پر کروں میں اعتماد

تو نے جو منظر بھی دیکھا دیدۂ حیراں، غلط

وقت خود کر دے گا ساری کشمکش کا فیصلہ
اُس کی تاویلیں غلط ہیں یا مرا وجداں غلط

آپ چاہیں تو ملیں، اور گر نہ چاہیں نہ ملیں
ہم فقیروں سے نہ لیکن باندھیے پیماں غلط

فرق ہیرے اور کنکر میں نہ کر پائے جو آنکھ
اُس کے آگے خواہشِ گریہ، دلِ ناداں غلط

میری کوئی بھی ادا عرشی اُسے بھائی نہیں
اُس کی نظروں میں سما جانے کا ہے اِمکاں غلط

ہرگز نہ آئے باز

ارشاد عرشی ملک

وہ جبر واختیار سے ہرگز نہ آئے باز
ہم عجز وانکسار سے ہرگز نہ آئے باز

زخموں سے چُور چُور دلِ ناصبور ہے
پر غم کے کاروبار سے ہرگز نہ آئے باز

کہتا رہا دماغ کہ وعدہ شکن ہے وہ
دل ہے کہ اعتبار سے ہرگز نہ آئے باز

اُس نے کہا بھی بارہا، کر دُور ہٹ کے بات
ہم تھے مگر گنوار سے، ہرگز نہ آئے باز

ہم کو تو فکرِ عشق نے سب کچھ بُھلا دیا
وہ فکرِ کاروبار سے ہر گز نہ آئے باز

پت جھڑ کے موسموں میں بھی بکھری نہیں اُمید
ہم خواہشِ بہار سے ہر گز نہ آئے باز

کم ظرف تھے سو بیٹھ کے بھی اُن کے رُو برو
زخموں کے ہم شمار سے ہر گز نہ آئے باز

ہم سادہ لوح لوگوں کا نہ بچپنا گیا
اس عمُر میں بھی پیار سے ہر گز نہ آئے باز

عرشی ہمیں خبر تھی کہ وہ شہر میں نہیں
لیکن ہم انتظار سے ہر گز نہ آئے باز

کیا کرتے

ارشاد عرشی ملک

تُم سے قول و قرار کیا کرتے
عمر کا اعتبار کیا کرتے
زخم تھے بے شمار کیا کرتے
ایک دو غم گُسار کیا کرتے
مانگ سکتے نہ چھین سکتے تھے
ہم تھے اہلِ وقار کیا کرتے
اُن کے لہجے میں سرد مہری تھی
التجاء بار بار کیا کرتے
اُن کے قدموں میں رکھ دیا سر کو
اور اب انکسار کیا کرتے
اختیار ان کو سونپ کر سارا
ہم تھے بے اختیار کیا کرتے

آپ آندھی تھے آپ طوفاں تھے
ہم تھے مُشتِ غُبار کیا کرتے
یک رنگی بوجھ تھی طبیعت پر
اِک خطا بار بار کیا کرتے
عشق میں بھی جو لوگ تھے محتاط
زیست دیوانہ وار کیا کرتے
فُرقتوں میں جو دن کٹے اُن کو
زندگی میں شُمار کیا کرتے
دفعتاً تھا عذاب نے گھیرا
لوگ چیخ و پکار کیا کرتے
اُن کے لہجے میں بھی ندامت تھی
ہم بھی تھے شرم سار کیا کرتے
ہم بھی جلدی میں تھے ہمیشہ سے
آپ کا انتظار کیا کرتے
یاد کرتے رہے مکینوں کو
اور اُجڑے دیار کیا کرتے
دل کے سودے تو نقد ہوتے ہیں
ہم یہاں بھی اُدھار کیا کرتے
اپنے گننے کو زخم کافی تھے

ہم ستارے شُمار کیا کرتے

محفلِ علم و فکر و دانش میں

ہم سے جاہل، گنوار کیا کرتے

دیکھنے والے ہو گئے رُخصت

ہم بناو سنگھار کیا کرتے

ہم جو ہوتے نہ ناز اُٹھانے کو

آپ سے شہریار کیا کرتے

ہم کو گھاٹا ہی راس آتا ہے

عشق میں کاروبار کیا کرتے

وہ گلے آ لگے خزاوں میں

آرزوئے بہار کیا کرتے

خود پرستی شعار تھا اُن کا

وہ بھلا ہم سے پیار کیا کرتے

آپ بیتی سُنائے جاتے ہیں

اور اُجڑے دیار کیا کرتے

دل کے دُکھنے پہ بھی نہ ہم روتے

یوں اگر زار زار کیا کرتے

کون بیٹھا تھا منتظر اپنا

جا کے دریا کے پار کیا کرتے

ہنستے ہنستے نکل پڑے آنسو
چشم و دل تھے فگار کیا کرتے

تھے گلابوں کے تو سبھی گاہک
خار پھرتے تھے خوار ، کیا کرتے

یہ گواہی ہے اُن کے ہونے کی
گر نہ چُبھتے تو خار کیا کرتے

بے حجاب آ گئے وہ محفل میں
آج پرہیز گار کیا کرتے

کام جو کر گئے ہیں دیوانے
وہ ترے ہوشیار کیا کرتے

بزمِ اہلِ غرور میں پیارے
ہم سے طاعت گزار کیا کرتے

نہ گئیں شعلہ باریاں اُن کی
ہم کہ تھے خاکسار کیا کرتے

ہم نے روکا نہیں کھلے بندوں
تھے ذرا وضع دار کیا کرتے

تیری چوکھٹ پہ گر نہ آ گرتے
ہم غریب الدیار کیا کرتے

شعر گوئی شعار ہے اپنا

اور کوئی شعار کیا کرتے

ختم کرتے ہیں یہ غزل جبراً

اور اب اختصار کیا کرتے

ایک چھوٹی سی بات کو عرشی

اپنے سر پر سوار کیا کرتے

اُس بے وفا سے ہم کو بُلایا نہ جائے گا

ارشاد عرشی ملک

اُس بے وفا سے ہم کو بُلایا نہ جائے گا

اور ہم سے بِن بُلائے تو جایا نہ جائے گا

اُن کو تو مشقِ ناز کی عادت ہے سو کریں

ہم سے کسی کو زخم لگایا نہ جائے گا

شعروں میں ہم سُنائیں گے حالِ دلِ تباہ

قصّہ بشکلِ نثر، سُنایا نہ جائے گا

جس کی طلب میں جان و جگر خاک ہو گئے

اُس کو ہنسی ہنسی میں گنوایا نہ جائے گا

دُنیا کا عشق سب کی رگوں میں رچا ہوا

دنیا کو ٹھوکروں میں اُڑایا نہ جائے گا

ہر آستیں میں دُنیوی لذت کے ہیں صنم

یہ ایسا بُت کدہ ہے جو ڈھایا نہ جائے گا

کل رات بندھ گیا تھا سماں اتفاق سے

ہر بار ہم سے رنگ جمایا نہ جائے گا

جائے گی گر تو جان ہی جائے گی آخرش

دل سے تمہاری یاد کا سایہ نہ جائے گا

یہ ہاتھ اب ملے تو ملے رسم و راہ سے

وہ یار اب گلے سے لگایا نہ جائے گا

حالِ دلِ رقیب وہ گر دیکھتے رہے

پھر ہم سے اپنا حال دکھایا نہ جائے گا

ہاں اُس کے لُطفِ عام کی ہم کو طلب نہیں

اور لُطفِ خاص ہم پہ لُٹایا نہ جائے گا

بدنام ہو کے دیکھئے، شائد ہو کار گر
اتنا سہل تو نام کمایا نہ جائے گا

کر نیکیوں کو یاد کہ منہ پر سے غار کے
پتھر گر آپڑا، تو ہٹایا نہ جائے گا

چارہ گری کے نام پہ کھایا کیئے فریب
اب زخمِ دل کسی کو دِکھایا نہ جائے گا

اے ناسمجھ یہ موم کی سیڑھی ہٹا بھی لے
پھُونکوں سے آفتاب بُجھایا نہ جائے گا

عرشی دعا سلام سے بھی تھک چُکے ہیں ہم

اب شوقِ راہ و رسم نبھایا نہ جائے گا

پھولوں سے تتلیوں کو اُڑایا نہ جائے گا

ارشاد عرشی ملک

پھولوں سے تتلیوں کو اُڑایا نہ جائے گا
بھنوروں کو بھی چمن سے بھگایا نہ جائے گا

زیرِ نقاب خود کو چھُپایا نہ جائے گا
اب اور دل جلوں کو ستایا نہ جائے گا

محفل میں ان کی آج ہوا ہے یہ فیصلہ
رُوٹھے ہوں کو اب کے منایا نہ جائے گا

کیا ان سے بزمِ غیر میں ہم حالِ دل کہیں

غیروں کو خود پہ ہم سے ہنسایا نہ جائے گا

آ جائے گی کبھی نہ کبھی زخمِ دل کو نیند

تا عمر رَت جگا تو منایا نہ جائے گا

بچ بچ کہ اُس کی یاد سے گذرا ہے دل مرا

یہ درد جاگ اُٹھا تو سُلایا نہ جائے گا

مانا ہر ایک شخص بکاؤ ہے آج کل

چہرے پہ ہم سے نرخ سجایا نہ جائے گا

میلہ ضرور دیکھ، پہ کھیسے پہ رکھ نظر
جو مال لُٹ گیا وہ کمایا نہ جائے گا

گر روکنا ہے روک لے قدموں میں گر کے تُو
جاتے ہوؤں سے لوٹ کے آیا نہ جائے گا

جاری رہیں گر آپ کی بے اعتنائیاں
پھر ہم سے اپنا حال دِکھایا نہ جائے گا

کب تک سُنیں گے آپ کی ہم لن ترانیاں
ہر روز ہم سے طُور پہ آیا نہ جائے گا

پیشانی پہ لکھی ہیں سبھی پیش آنیاں
یہ نقش کوششوں سے مٹایا نہ جائے گا

کندن بنے گا کس طرح سونا بتایئے
بھٹی میں جب تلک یہ تپایا نہ جائے گا

دل کے لئے بھی نُسخۂ اکسیر ہے یہی
سو دل کو ٹھوکروں سے بچایا نہ جائے گا

عرشی مجھے پسند نہیں پانیوں کی موت
اس بار سیلِ اشک بہایا نہ جائے گا

جس جگہ پر جا لگی وہی کنارہ ہو گیا

ارشاد عرشی ملک

آپ کی قُربت میں دل یوں، پارہ پارہ ہو گیا

ہجر کا موسم بھی اب ہنس کر گوارا ہو گیا

زندگی کے ذائقے برسوں میں کھلتے ہیں کہیں

چکھتے چکھتے بے مزہ اب دل ہمارا ہو گیا

آ گئی ماتھے پہ اُس کے، دفعتاً دل کی شکن

جو بھرا تھا دل میں کینہ آشکارہ ہو گیا

اُس نے رسماً حال پوچھا اور ہم یوں جی اُٹھے

ڈوبتے کو جیسے تنکے کا سہارا ہو گیا

میرے چہرے پر لکھا ہے کیا، کبھی پڑھتا نہیں
بس یہی کہتا ہے، تُو پچھلا شُمارہ ہو گیا

زندگی کی ناو تھی، بے سمت بہتی جا رہی
جس جگہ پر جا لگی وہ ہی کنارہ ہو گیا

اُن کو بُلوایا تھا جب ہم تھے مریضِ جاں بلب
قبر پر آئے ہیں وہ، جب کام سارا ہو گیا

آج کل بھی اُس کو مجنوں ہی کہا کرتے ہیں لوگ

مبتلائے عشق جو شامت کا مارا ہو گیا

تجھ سے جب بچھڑے تو یوں لگتا تھا جی نہ پائیں گے

اور اب تجھ سے بھی بڑھ کر کوئی پیارا ہو گیا

ہر گھڑی مت چھیڑ ناداں قصہِ سود و زیاں

مت کہا کر، عشق میں مجھ کو خسارہ ہو گیا

ہم نے اپنی جنگ تنہا ہی لڑی ہے عمر بھر

ہوتے ہوتے صبر کا اس دل کو یارا ہو گیا

رنگ جُوں پھولوں کا تتلی کے پروں پر آ گیا

دردِ دل چہرے سے میرے آشکارہ ہو گیا

دل تمہارا قُرب پا کر کھل اُٹھا کچھ اس طرح

جس طرح بچّے کے ہاتھوں میں غبارہ ہو گیا

بر سرِ پیکار تھے جب ہم، تو وہ غائب رہا

سج گئی مسند، تو آ کر جلوہ آرا ہو گیا

دل ہمارا بُجھ نہ جائے قربتوں کی آنچ سے

فُرقتوں میں تو بہر صورت گزارہ ہو گیا

تم تو یوں بیٹھے ہو جیسے لوٹ کر جانا نہیں
کیا کرو گے، کُوچ کا گر کل اشارہ ہو گیا

چرب گُفتاری کے ہم ماہر نہ تھے سو دب گئے
اُس کی جانب ایک پل میں شہر سارا ہو گیا

جب تلک میں چُپ رہا کرتا رہا وہ اعتبار
جب وضاحت میں پڑا، بے اعتبارا ہو گیا

واپسی کی فکر کر، جلدی بکھیڑوں کو سمیٹ
بس بھی کر عرشی بہت اس جا پسارا ہو گیا

رہ جائے گا

ارشاد عرشی ملک

میری قسمت میں یہ دردِ لادوارہ جائے گا

تیرے ہونٹوں پر ترا اذنِ شفارہ جائے گا

آگیا جس دن بُلاوا، سب دھرا رہ جائے گا

یونہی بے مقصد اُٹھا دستِ دعا، رہ جائے گا

موند کر آنکھیں جو سوئیں گے تو جاگیں گے نہیں

ایک دن یہ بولتا بُت، بے صدا رہ جائے گا

اور مت کر بے رُخی، بس چھوڑ کافی ہو چُکا

یاد رکھ ورنہ مجھے تو ڈھونڈتا رہ جائے گا

جانے کب تک ساتھ دے گی تیرے وعدے کی مٹھاس

جانے کب تک کھٹ مٹھا یہ ذائقہ رہ جائے گا

مت کیا کر ہر گھڑی یوں چھوڑ کر جانے کی بات

تُو گیا تو بول میرے پاس کیا رہ جائے گا

ایک اِک کر کے سبھی فانوس بجھتے جائیں گے

اور تاریکی سے لڑنے کو دیا رہ جائے گا

چھوڑ کر جاتے ہو اور کہتے ہو اچھا خوش رہو

کیسے پانی سے بھرا، تڑِکا گھڑا رہ جائے گا

ختم نہ ہو پائے گی، اُس بے وفا کی پیش و پس
طاقچے پر وقت کے وعدہ پڑا رہ جائے گا

بزم سے بِن معذرت اُٹھ جائے گا وہ دفعتاً
میرے ہونٹوں پر ادھورا ماجرا، رہ جائے گا

شہر بھر کی اُنگلیاں اُٹھیں گی میری ہی طرف
وہ جھٹک کر اپنا دامن، بے خطا رہ جائے گا

رفتہ رفتہ زخم جو تن پر لگے، بھر جائیں گے
گھاو جو من پر لگا، بے شک ہرا رہ جائے گا

مجھ کو ہر الزام دے کر آپ تو سو جائیں گے

میری آنکھوں میں سدا کارت جگا، رہ جائے گا

دیکھ مت رستہ بدل، یوں بیچ میں منجدھار کے

جو کنارے جا لگا، اُس کو گلہ، رہ جائے گا

ہو نہ پائے گا مکمل یہ من وتُو کا ملن

من اگر مل بھی گئے تو فاصلہ رہ جائے گا

تُو چُھڑا کر ہاتھ اک دن دفعتاً کھو جائے گا

اور میری جیب میں تیرا پتہ رہ جائے گا

قتل بھی کر دے گا اور احسان بھی رکھے گا وہ

میرے ہاتھوں میں مرا ہی خوں بہا رہ جائے گا

جانے والوں کو بُلائیں گے کئی رستے نئے

اس کا کیا ہو گا جو کھڑکی میں کھڑا رہ جائے گا

اُن کے ہونے سے بھی بھر پایا نہیں ہے آج تک

وہ جو کہتے ہیں مرے پیچھے خلا رہ جائے گا

ایک دن اس دور کی صف بھی لپیٹی جائے گی

ہاں مگر باقی فقط نامِ خدا رہ جائے گا

تلخ باتوں کے نہ کنکر بے ارادہ پھینکیے

بال گر شیشے میں عرشی آگیا، رہ جائے گا

میں اور میرے دادا جی

ارشاد عرشی ملک اسلام آباد

arshimalik50@hotmail.com

دادا جی کی انگلی تھامے جب میں سیر کو جاتا ہوں

کیا بتلاوں پاپا جی میں کتنا لُطف اُٹھاتا ہوں

اپنے ننھے یاروں سے جب میں اُن کو ملواتا ہوں

دل ہی دل میں خوش ہوتا ہوں، میں خود پر اِتراتا ہوں

چھوٹے چھوٹے قدم اُٹھا کر دادا جی جب چلتے ہیں

آہستہ آہستہ چلتے اپنے جیسے لگتے ہیں

اُن سے اکثر ہاتھ چُھڑا کر میں پیچھے رہ جاتا ہوں

سارے رستے شوخی کر کے ان کو خوب ستاتا ہوں

وہ فوراً ہی رُک جاتے ہیں، مڑ کر مجھ کو تکتے ہیں

پھر اپنی بانہیں پھیلا کر دھیرے دھیرے ہنستے ہیں

اُن سے جو بھی پوچھو اُس پر نہ چڑتے، نہ تھکتے ہیں

ٹی وی اور اخبار کو چھوڑ کے میری باتیں سُنتے ہیں

میٹھی سونف میری جیبوں میں چپکے سے رکھ دیتے ہیں

جو بھی ان کو رکھنے کو دوں چاہت سے رکھ لیتے ہیں

میں ان کی تسبیح پہ اپنی گنتی گنتا رہتا ہوں

آپ کو گنتی آتی ہے؟ پھر دادا جی سے کہتا ہوں

اُن کے ساتھ میں خود کو کتنا اہم اہم سا لگتا ہوں

میں چھوٹا سا ہوں پر خود کو نو، دس فُٹ کا لگتا ہوں

وہ کہتے ہیں میرے جیسا جگ میں کوئی اور نہیں

کُشتی میں یوں ہر جاتے ہیں جیسے ان میں زور نہیں

اپنے دادا جی کو اپنے سب دُکھ درد بتاتا ہوں

ممی پاپا کو بھی ڈانٹیں اُن سے ہی پڑواتا ہوں

وہ ہفتے کو شام ڈھلے بازار مجھے لے جاتے ہیں

میں چیزوں کو تکتا ہوں وہ مجھ کو تکتے جاتے ہیں

میری آنکھوں کی ہر خواہش بِن عینک پڑھ لیتے ہیں

بِن مانگے وہ عرشی ڈھیروں چیزیں لے کر دیتے ہیں

چاروں موسم

ارشاد عرشی ملک

موسمِ خزاں

پت جھڑ مجھے کہو، یا کہو موسمِ خزاں
چہرہ ہے میرا زرد، اُداسی مری عیاں
گو شاعروں نے مجھ کو کہا ہے بُرا بھلا
مجھ میں ہیں پر خُدا کی بہت حکمتیں نہاں

موسمِ بہار

میں ہوں بہار، آپ کو پہنچے مرا سلام

دو تین ماہ کا ہے، مرا مختصر قیام

ہر پھول پات، دم سے مرے لہلہا اُٹھا

کرتا ہے مجھ سے پیار، کوئی خاص ہو کے عام

موسمِ گرما

آتا ہوں میں تو کرتے ہیں سب لوگ ہائے ہائے

کوئی نہائے ہر گھڑی، پنکھا کوئی چلائے

تحفے میں اپنے ساتھ، میں لایا ہوں آم بھی

شائد اسی سبب، مرا آنا کسی کو بھائے

موسمِ سرما

پیغام میرا ٹھنڈی ہوا نے تمہیں دیا

میرا تھا انتظار چلو میں بھی آگیا

ٹھٹھرو نہ، شال، کوٹ، سویٹر نکال لو

میوے منگاؤ خُشک، اُڑاؤ مزا مزا

سبزیوں اور پھلوں کی محفلِ مشاعرہ

ارشاد عرشی ملک

Arshimalik50@hotmail.com

بھنڈی

تعارف ہے میرا پیارو کہ بھنڈی ہوں، ہری ہوں میں

اگرچہ سر سے لے کر پاوں تک، بیجوں بھری ہوں میں

بہت سے لوگ میری لیس سے نفرت بھی کرتے ہیں

مگر اِک بار جب چکھ لیں، تو پھر کھانے کو مرتے ہیں

ٹماٹر

ٹماٹر ہوں ہر اِک سالن کی گویا جان ہوں لوگو

میں فخرِ سبزیاں، ترکاریوں کا مان ہوں لوگو

بہت ہی منفرد ہوں میں کہ سبزی بھی ہوں اور پھل بھی

مجھے کھانا تو تم کو لازماً ہے، آج بھی، کل بھی

آلو

ارے مجھ سے بھی کر لو بات، میرا نام آلو ہے

کوئی مجھ سے اگر بِد کے، وہ آلو کا کچالو ہے

بڑے بھی مجھ کو کھاتے ہیں، یہ بچوں کا پسندیدہ

بشکلِ چپس تو سارا جہاں ہے میرا گرویدہ

مُولی

میں مولی ہوں نہ پوچھو مجھ سے میرا ذائقہ کیا ہے

ذرا کڑوی ہوں تو اس میں بھلا میری خطا کیا ہے

ڈکاروں سے نہ تم ڈرنا مری، مجھ کو بھی کھالینا

اگر چاہو تو بعد اس کے، ذرا سا گڑ چبالینا

گاجر

میں گاجر ہوں ذرا میرا لباسِ لال تو دیکھو

مری ناز و ادا دیکھو، نشیلی چال تو دیکھو

یہ گجریلا بھی نوشِ جاں کرو، حلوے کو بھی چکھو

جو کھاتے ہیں مجھے، ان کے گلابی گال بھی دیکھو

پالک اور ساگ

افسوس مجھ سے کوئی بھی کرتا نہیں ہے بات

تحقیر میری کرتے ہیں کہتے ہیں ساگ پات

فولاد کا ذخیرہ ہے مجھ میں چھُپا ہوا

شئے ہوں بہت مفید، گو چھوٹی ہے میری ذات

شلغم

شلغم ہوں میں، نہ دیکھئے یوں مجھ کو خار سے
کچھ لوگ، گونگلُو مجھے کہتے ہیں پیار سے
سالم مجھے پکایئے، ہمراہ گوشت کے
شب دیگ ہوں میں کھایئے، مجھ کو دُلار سے

گوبھی

میری طرف بھی دیکھئے، گوبھی کا میں ہوں پھول

سب پھول اس جہاں کے نظروں میں میری دھول

رنگت مری سفید ہے ڈنٹھل ہرے ہرے

تحفے میں مجھ کو کیوں کوئی کرتا نہیں قبول؟؟

ہری مرچ

مرچ ہوں مت آو میرے پاس بھی

ورنہ تم کرنے لگو گے، سی سی سی

ہوں تو چھوٹی سی بہت تیکھی ہوں پر
مجھ سے بچّوں کو بہت لگتا ہے ڈر

انگور

انگور ہوں، میں لال بھی ہوں اور ہرا بھی ہوں
لذت سے سر سے پاوں تلک میں بھرا بھی ہوں
آئے نہ گر یقین، مجھے چکھ کے دیکھ لو
سچّا ہوں اپنی بات کا، بندہ کھرا بھی ہوں

انار

چکھ لیجئے مجھے بھی مرا نام ہے انار

چہرے پہ مجھ کو کھانے سے آجائے گا نکھار

ہیں موتیوں کی طرح سے دانے جڑے ہوئے

میں ہوں خدائے پاک کی قدرت کا شاہکار

آم

اور میں ہوں آم سارے پھلوں کا ہوں بادشاہ

میری طلب ہے سب کو وہ بچّہ ہو یا بڑا

صحت تو میری ٹھیک ہے، رنگت ہے زرد سی

جو بھی ہو میری شکل، مزہ مجھ میں ہے بھرا

سیب

مقدر کا سکندر رہوں مجھے سب سیب کہتے ہیں

مجھے "چک" مارنے کو، دانت سب کے تیز رہتے ہیں

میں اپنے چاہنے والوں کے دل مسرور کرتا ہوں

مجھے جو کھائے اُس سے ڈاکٹر کو دُور کرتا ہوں

کیلا

میں کیلا ہوں، مری شرکت بھی محفل میں ضروری ہے

پھلوں کی ٹوکری میرے بِنا کتنی ادھوری ہے

بہت پوٹاشیم اور کیلشیم موجود ہے مجھ میں

مجھے کھانے سے گر بھاگے، نہیں ہے عقل پھر تجھ میں

پھولوں کی محفلِ مشاعرہ

ارشاد عرشی ملک

سب پھولوں کا قول

ہم سب کو انسان کی خاطر، رب نے خوب بنایا
بن مانگے خوشبو دینی ہے، یہ نُکتہ سمجھایا
اپنے اور پرائے میں کچھ فرق نہیں ہم کرتے
جگ کو مہکانے کی خاطر، عرشی جیتے، مرتے

گلاب

پھولوں کا بادشاہ

میں پھول ہوں گلاب کا، میں ہوں سدا بہار

پہلو میں اپنے رکھتا ہوں کچھ تیز دھار، خار

ہر رنگ میرا رنگ ہے، قسمیں ہیں بے شمار

میں جان ہوں چمن کی، تو گلشن کا ہوں سنگھار

بد ذوق ہے وہ شخص، جو مجھ سے کرے نہ پیار

حیرت سے یوں نہ دیکھ، مری جا نظر اُتار

کہتا ہے سب جہاں مجھے پھولوں کا بادشاہ

گنواوں کیا کہ خوبیاں مجھ میں ہیں بے پناہ

کنول

میں ہوں کنول کا پھول، مجھے کیجئے معاف

کیچڑ میں گو اگا ہوں، پہ رہتا ہوں پاک صاف

خُو میری عاجزی ہے بہت سادہ دل ہوں میں
عادت نہیں کہ ماروں یونہی لاف اور گزاف

موتیا

میں موتیا ہوں، باغ میں مجھ کو لگائیے
ہاروں میں مجھ کو گوندھیے، گجرے بنائیے
کیسی مہک ہے میری بھلا منہ سے کیا کہوں
خود سونگھیئے، میں کس لئے مٹھو میاں بنوں

Nargisنرگس

نرگس کا پھول ہوں، مری قسمت ہے انتظار
جھپکی نہ میں نے آنکھ بھی برسوں میں ایک بار
تحفے میں گر ملوں، تو مجھے کیجئے قبول

ٹھکرادیا جو آپ نے، ہو جاؤں گا ملول

سورج مکھی

میں سورج مُکھی ہوں، میں سورج مُکھی ہوں

جہاں بھی اُگی ہوں، وہیں پر سکھُی ہوں

میں سورج کی جانب ہی تکتی رہوں گی

میں اپنا ہر اِک راز اُس سے کہوں گی

چنبیلی

نازک سی اِک بیل ہوں، جس کو کہتے ہیں چنبیلی

میری خوشبو سونگھ ذرا، گر تُو ہے مری سہیلی

پیلی رنگت میں بھی میرا جلوہ ہے انمول

سب باتیں میں خود ہی بولوں؟ تُو بھی تو کچھ بول

رات کی رانی

میں، خوشبو کا ایک سمندر، راتوں کی ہوں رانی
نانی جان سے سُننا جا کر میری رام کہانی
دن بھر سوئی رہتی ہوں اور راتوں کو میں جاگوں
جو میری خوشبو سے بھاگے، میں بھی اس سے بھاگوں

دن کا راجہ

تو راتوں کی رانی ہے تو میں ہوں دن کا راجہ
دنیا کو مہکائیں مل کر، آجا، آجا، آجا
دن بھر اپنی خوشبو بانٹوں، شام تلک تھک جاوں
رانی بیگم کام سنبھالو، تاکہ میں سو جاوں

تو نیند آ جائے گی

ارشاد عرشی ملک

بے زبانی جب زباں ہو گی تو نیند آ جائے گی
ختم جب یہ داستاں ہو گی تو نیند آ جائے گی

چین لینے ہی نہیں دیتی ہمیں ناراضگی
وہ نظر جب مہرباں ہو گی تو نیند آ جائے گی

سب دریچے بند ہیں پر شور تھمتا ہی نہیں
بند جب دل کی فغاں ہو گی تو نیند آ جائے گی

دُوریوں کی دھوپ دن بھر اور شب کے رت جگے
اُس کی قربت سائباں ہو گی تو نیند آ جائے گی

ہے گماں دل کو کہ اس کے پاس ہے غم کا علاج

یہ غلط فہمی دُھوآں ہو گی تو نیند آ جائے گی

ہم ہیں سُولی پر ٹنگے، کب سے اُمید و یاس کی
اُن کی جانب سے جو ہاں ہو گی تو نیند آ جائے گی

رات دن بے چین رکھتا ہے نہ لکھ سکنے کا دُکھ
یہ طبیعت جب رواں ہو گی تو نیند آ جائے گی

بارشِ سنگِ ملامت میں ہے ناو عمر کی
اُن کی پُرسش بادباں ہو گی تو نیند آ جائے گی

کل کی طرح آج شب بھی جاگتے کٹ جائے گی
ہاں فجّر کی جب اذاں ہو گی تو نیند آ جائے گی

ولولے عرشی جگا دیتی ہے یہ فصلِ بہار
صحنِ دل میں جب خزاں ہو گی تو نیند آ جائے گی

عجیب فرق

ارشاد عرشی ملک

محفلِ علم وادب ہو
یا کہ مجلس دین کی
حال امریکہ کا ہو
کہ کیفیت ہو چین کی
بات مختاراں کی ہو عرشی
کہ جیکو لین کی
ایک سی لیکن حقیقت
ایک ہی دُھن بینِ کی

مرد جب اُٹھتا ہے

کوئی بات کہنے کے لئے

لوگ اُسے سُنتے ہیں پہلے

دیکھتے ہیں بعد میں

اور جب عورت اُٹھے

کچھ بات کرنے کے لئے

دیکھنے لگتے ہیں اُس کو غور سے

دیکھتے رہتے ہیں اُس کو غور سے

خوبصورت ہو تو پھر سُنتے بھی ہیں

لونڈی نے اپنی مالکہ کو جنم دیا ہے

اس نظم کا بنیادی نقطہ رسول پاک کی ایک حدیث ہے جس میں آپ نے قربِ قیامت کی نشانیوں میں سے ایک یہ بھی بتائی ہے کہ اس زمانے میں لونڈی اپنی مالکہ کو جنم دے گی۔سو مجھے لگا کہ وہ حدیث آج کے دور میں یوں پوری ہوئی ہے

ارشاد عرشی ملک

گئے زمانوں کا کوئی قصّہ ہے

ماں کی عظمت ،وہ شان و شوکت

وہ تمکنت اور وہ وجاہت

وہ اس کے قدموں تلے کی جنت

یہ دور بیٹی کے دبدبے کا ہے

ماں کے دل پر ہراس طاری

کہ بات کمتر ہے ماں کی گھر میں
دلیل بیٹی کی پر ہے بھاری
ہیں ماں کے دل میں ہزار خدشے
اور اِک مسلسل ہے بےقراری

عجیب تیور ہیں بیٹیوں کے
کہ مائیں ، سہمی ہوئی کھڑی ہیں
چھنی ہے ان کی خود اعتمادی
کہ گویا بالکل گری پڑی ہیں

اصول صدیوں میں جو بنے تھے
وہ نسلِ نو نے ہیں روند ڈالے
بہت ہی بے بس ہیں آج مائیں

پڑے ہیں ان کے لبوں پہ تالے

نئے تمدّن نے ماں کا رُتبہ ہے

بالجبر لے لیا ہے

یہی ہے گھر گھر کا آج منظر

جو میں نے عرشی رقم کیا ہے

کہ گویا لونڈی نے آج

اپنی ہی مالکہ کو جنم دیا ہے

ہوئی تخلیق عورت کی ،تو آیا لُطف جینے میں

لیے پھرتے تھے مرد، اِک فالتو پسلی کو سینے میں

تمہارے ابّو۔۔۔۔

اٹھائیس مئی کے خونچکاں سانحے کی یاد میں

(ایک شہید کی بیوہ کی اپنے بچوں کے ساتھ مشفقانہ گفتگو)

ارشاد عرشی ملک

یہ مجھ سے پوچھو نہ میرے بچو ! کہ اب کدھر ہیں تمہارے ابّو
شہید ہو کر اَمر ہوئے ہیں خدا کے گھر ہیں تمہارے ابّو

وہ راہِ حق میں لہو سے اپنے ، دیے وفا کے جلا گئے ہیں
جو لے کے جاتی ہے سُوئے منزل وہ رہ گذر ہیں تمہارے ابّو

اگر چہ پہلے بھی تھے منور مگر وہ مِثلِ نجم تھے بچو
اب احمدیت کے آسماں پر حسیں قمر ہیں تمہارے ابّو

بہت پڑھائی میں دل لگانا ، ہر ایک جُمعّہ بھی پڑھ کے آنا
یہ وہم دل میں کبھی نہ لانا کہ بے خبر ہیں تمہارے ابّو

برس تو گرچہ ہیں چار گزرے،پہ فضلِ ربّی ہزار اُترے
بڑھے گی ہر پل مٹھاس جس کی ،وہی ثمر ہیں تمہارے ابّو

بہت دُکھاتی ہے میرے دل کو تمہارے چہرے کی یہ اُداسی
اٹھا کے سر کو چلو جہاں میں کہ معتبر ہیں تمہارے ابو

مئی کا آیا ہے پھر مہینہ پہ صبر لازم ہے پیارے بچو
کوئی جو رویا تو یہ سمجھ لے کہ چشمِ تر ہیں تمہارے ابو

بظاہر عرشیؔ وہ بے نشاں ہیں مگر ہمارے ہی درمیاں ہیں

ہوئے ہیں جب سے نظر سے اوجھل قریب تر ہیں تمہارے ابو

زندگی ، دائرے کا سفر

ارشاد عرشی ملک

جب ہُوا احساس مجھ نادان کو
تھی صحیح پر بات میرے باپ کی
تب مرا بیٹا تھا مجھ سے کہہ رہا
ہے غلط ، ہر بات بابا آپ کی

انسان اور شیطان میں فرق

ارشاد عرشی ملک

جو گرفتارِ گنہ ہو جائے وہ انسان ہے

اس پہ جو نادم ہوا ،وہ بندہِ رحمٰن ہے

اور جو نازاں ہو عرشیؔ وہ کھلا شیطان ہے

پیرِ پیراں

ارشاد عرشیؔ ملک

اس غزل کی وجہِ تخلیق یہ ہے کہ خاکسار پیر سراج الحق نعمانی صاحب کی تحریر کردہ کتاب ''تذکرۃ المہدی'' کا مطالعہ کر رہی تھی۔صفحہ نمبر ۴۷

سنتالیس پر ایک واقعہ پڑھا۔پیر سراج الحق نعمانی صاحب کی زبانی سُنیئے۔

"پس میں حضرتِ اقدس کی خدمت میں بے تکلف تھا۔حاضر ہوا ،فرمایا کیسے آئے ' ہوصاحب زادہ صاحب!میں نے عرض کیاخطوط کے جواب کے لئے آیا ہوں تو عنایت فرما دیجئے۔فرمایا ہاں ہیں اور بیعت کنندوں کے بھی خطوط ہیں۔پھر فرمایا پیراں پیر اور پیرِ پیراں پر کیا گفتگو تھی؟ میں سمجھ گیا کہ اس وقت حضور کو کشف سے معلوم ہو گیا ہو گا۔میں نے تمام گفتگو عرض کر کے کہا کہ حضور توپیراں پیر ہیں۔فرمایا پیرِ پیراں صحیح ہے۔پھر فرمایا ہم ایک روز صحن مکان میں لیٹ رہے تھے جو ہمیں کشف ملکوت ہوا اور کشف میں بہت سے فرشتے دیکھے کہ بہت خوبصورت لباسِ فاخرہ اور مکلف پہنے ہوئے وجد کرتے اور گاتے ہیں۔اور ہماری طرف بار بار چکر لگاتے ہیں اور ہر چکر میں ہماری طرف لمبا ہاتھ کر کے ایک غزل کا شعر پڑھتے ہیں اور اس مصرع کا آخری لفظ پیرِ پیراں

ہے۔وہ عین ہمارے منہ کے سامنے ہاتھ کر کے ہماری طرف اشارہ کرتے ہیں پیرِ پیراں۔''

سو یہ اقتباس اس غزل کی تخلیق کا باعث بنا۔۔۔

ہر درد کا ہوا ہے درمان پیرِ پیراں

جب سے ہوئی ہے تیری پہچان پیرِ پیراں

تجھ پر خدا نے کھولے قرآن کے معارف

رحمت سے اپنی بخشا عرفان پیرِ پیراں

پُر معرفت کی مئے سے ہر ہر سطر ہے تیری

ہر پل سرور کا ہے سامان پیرِ پیراں

تحریر میں تحدّی ،تقریر میں تحدّی

تُو قول اور قلم کا سُلطان پیرِ پیراں

یوں حق کو آشکارہ ،تو نے کیا جہاں میں

دل میں رہا نہ کوئی خلجان پیرِ پیراں

ہر حکم تیرا آقا لکھتی ہوں اپنے دل پر

تُو میرا پیر و مرشِد ،تو جان پیرِ پیراں

ہر ہر دلیل تیری باطل پہ ضربِ کاری

تُو رُشد پیرِ پیراں،بُرہان پیرِ پیراں

شانِ جمال، دیں کی تجھ سے ہوئی ہویدا

تُو امن و آشتی کا باران پیرِ پیراں

تقویٰ کے موسموں کو بخشی حیات تو نے
پت جھڑ کا ہو چُکا تھا امکان پیرِ پیراں

بدعت کی ہر عمارت تو نے تباہ کر دی
پُختہ کیا خدا پر ایمان پیرِ پیراں

تو طاعت و وفا کے سکھلا گیا قرینے
اُلفت سے بھر گیا ہے دامان پیرِ پیراں

زندہ خدا کا ہم کو تو نے پتہ بتایا
نسلوں پہ ہے یہ تیرا احسان پیرِ پیراں

پڑھوں تری کتابیں ، صحبت میں تیری بیٹھوں
ہر پل یہی ہے دل میں ارمان پیرِ پیراں

دیکھا تھا تو نے آقا اِک کشف پیارا پیارا
عرشیؔ نے جس سے پایا عنوان پیرِ پیراں

ملبوسِ فاخرہ میں کچھ خوشنما فرشتے
طاری تھا جن پہ وجد و وجدان پیرِ پیراں

گاتے تھے گیت کر کے تیری طرف اشارے
ہر شعر پر لگاتے وہ تان پیرِ پیراں

تُو بحرِ بے کراں ہے روحانیت کا پیارے

لکھنا نہیں ہے تجھ پر آسان پیرِ پیراں

☆☆☆☆☆☆

خُدا بھی روٹھ جاتا ہے

کسی بیٹے کے ہاتھوں ماں کا دل جب ٹوٹ جاتا ہے
تو اس کے ہاتھ سے دامانِ بخشش چھوٹ جاتا ہے

سو ہوتا ہے عجب کہرام عرشی آسمانوں پر
فرشتے گریہ کرتے ہیں، خُدا بھی روٹھ جاتا ہے

متفرق اشعار

بولتا رہتا وہ مجھ سے چاہے کچھ بھی بولتا
اُس کی چُپ نے میرے اندر شور برپا کر دیا

بہت سے لوگ ہیں لبیک کہنے کو مگر عرشی
لگا دیتا ہے یہ دل حاضری اِک غیر حاضر کی

اس کے بھیجے پھولوں پر بھی دل سے خون ہی ٹپکا ہے
رسمی پن کا کانٹا بھی تھا عرشی اس گلدستے میں

تازہ قطعات

۱

دوسروں کی جو خرابی تجھ کو آتی ہے نظر
مائلِ تنقید کرتی ہے جو تجھ کو بے خبر
وہ تری ہی مضمحل سوچوں کا عرشی عکس ہے
دوسروں کے شیشۂ دل میں جو آتا ہے اُتر

۲

میں نے کہا کہ چھوٹا سا دل تو نے ہے دیا
کیسے یہ غم کے کوہِ گراں کو اُٹھائے گا
اُس نے کہا کہ اس سے بھی چھوٹی ہے تیری آنکھ
جس طور اس میں عکس جہاں کا سمائے گا

۳

ہر گز نہ اونچی بحث میں آواز کیجئے

کرنے ہیں گر بلند تو الفاظ کیجئے

بارش اُگائے پھولوں کو آہستگی کے ساتھ

پھر گھن گرج سے کس لئے آغاز کیجئے

۴

نوعِ انساں سے عشق ہے جن کو

دل وہ ہر پل چھکتے رہتے ہیں

بانٹتے ہیں گلاب جو عرشی

ہاتھ اُن کے مہکتے رہتے ہیں

۵

مٹی کے ہم باوے، ہم کو مٹی میں مل جانا ہے

جُز کا کل میں ملنا دیکھ کے کاہے کا گھبرانا ہے

راہ ہماری دیکھ رہی ہیں قبریں اپنے منہ کو کھولے

چار دنوں کا میلہ عرشی کس شئے پر اترانا ہے

٦

آنا تھا جو نجات دہندہ وہ آگیا

اِک ضرب وہ صلیب کی جڑ پر لگا گیا

کیوں رو رہے ہو مردہ مسیحا کے واسطے

زندہ مسیح سے ہاتھ تمہارا ملا گیا

چاند کی صورت طلوع ہوا

وہ دل کے غم میں دین کے عرشی لہو ہوا
آخر خدا کے دیں کی وہی آبرو ہوا

دن رات اس جرّی کو رولاتا تھا دیں کا غم
اشکوں میں اپنے ڈوب کے وہ باوضو ہوا

تنہائیوں کے غار میں گوشہ نشیں تھا جو
دیں کے اُفق پہ چاند کی صورت طلوع ہوا

اعلان جب کیا کہ مثیلِ مسیح ہوں میں
اِک ایٹمی دھماکہ تھا جو چار سو ہوا

خیبر سے لے کے راس کماری تلک گیا
محشر سا ایک شور کہ جو کُو بکو ہوا

شمشیر لے کے ہاتھ میں نکلا قلم کی جب

دیں کے ہر اِک محاذ پہ وہ سُرخرو ہوا

سُنت جو انبیاء کی تھی لاگو ہوئی وہ یوں

فتویٰ قتل اس کے بھی زیبِ گلو ہوا

قُرآن ساتھ رکھنا

ارشاد عرشی ملک

{داعیانِ الیٰ اللہ کے لئے ایک نظم}

مرِ یخ پر پہنچنا،قُرآن ساتھ رکھنا

اُس خالقِ جہاں کا عرفان ساتھ رکھنا

ارضُ و سما مسخر، یونہی نہ ہو سکیں گے

لازم ہے تم پہ، رُشد و بُرہان ساتھ رکھنا

اس شش جہت کے تم پر، رازِ دروں کھلیں گے

بس شرط یہ ہے ،چشمِ حیران ساتھ رکھنا

دورِ جدید میں یوں ،تبلیغِ دینِ حق ہو

علم و عمل کی اپنے ،میزان ساتھ رکھنا
دامانِ صبر پیارو! تم سے کبھی نہ چھُوٹے
غُصے میں بھی تم اپنی، اوسان ساتھ رکھنا
آواز رکھ کے نیچی،لانا دلیل اُونچی
شائستگی کی ہر پل ،پہچان ساتھ رکھنا
تبلیغِ دینِ حق میں، تم زخم زخم ہو گے
یادِ خُدا کا پیارو! درمان ساتھ رکھنا
تُم نیم شب کو اُٹھنا،سجدے تڑپ کے کرنا
اور آنسوئوں کا اپنے ،باران ساتھ رکھنا
ہر حال میں مقدم ،دُنیا پہ دیں کو رکھنا
باندھا ہے جو خدا سی، پیمان ساتھ رکھنا
پوروں پہ اُنگلیوں کی، دُنیا سمٹ گئی ہے
اِس دورِ آگہی کی، سامان ساتھ رکھنا

ایسی دلیل لانا ،جو لاجواب کر دے

اللہ اور نبی کا ،فرمان ساتھ رکھنا

یہ ٹھٹھا و تمسخر ،شیوہ ہے جاہلوں کا

نفسانیت کا تم مت ،حیوان ساتھ رکھنا

مغلوبِ نفس کا ہے، شیطاں قدیم ساتھی

فرعون پر ہے لازم ،ہامان ساتھ رکھنا

لفظوں کے جب بھی موتی ،قرطاس پر بکھیرو

عرشیؔ تم اپنا جذب و وجدان ساتھ رکھنا

☆☆☆☆☆☆

وقت کم

موجودہ دور میں انسانوں کی مصروفیات بہت بڑھ گئی ہیں اور اپنے خالق و مالک کے لئے بہت کم وقت بچتا ہے

ارشاد عرشیؔ ملک

ہے عجب شانِ خدا اُس کے لئے ہے وقت کم

جو ہے خالق وقت کا ، اُس کے لئے ہے وقت کم

پاس ہے شہ رگ کے وہ ، لیکن ہم اس سے دور ہیں

ہے عجب یہ فاصلہ ، اُس کے لئے ہے وقت کم

زندگی اپنی گھڑی کے گرد ہے لپٹی ہوئی

کارِ دنیا بڑھ گیا ، اُس کے لئے ہے وقت کم

درد کے لمحوں میں جو دیتا ہے ہم کو آسرا

چین و راحت جب ملا ، اُس کے لئے ہے وقت کم

ذکر لوگوں کا بَلا ، اس ذکر میں سو روگ ہیں

ذکر جس کا ہے شفا ، اُس کے لئے ہے وقت کم

بے مزہ ہیں میل جول اور گفتگو بے ربط ہے

جو ہے منبع لُطف کا ، اُس کے لئے ہے وقت کم

وہ تو اِک لذت ہی لذت ہے کوئی چکھے اگر

اِک انوکھا ذائقہ ، اس کے لئے ہے وقت کم

ذکرِ دنیا کی طوالت ہجر کی شب سے سوا

مختصر حرفِ دُعا ، اس کے لئے ہے وقت کم

ہر بلاوے کے لئے فرصت میسر ہے ہمیں

آہ حیِ علی الصلاہ ، اس کے لئے ہے وقت کم

آخرت کی فکر نے جس دل میں ڈیرہ کر لیا

اس کی دنیا بے مزہ ، اس کے لئے ہے وقت کم

میرا سارا وقت ہے پیارے ترے ہی واسطے

کارِ دنیا سے چھڑا ، اس کے لئے ہے وقت کم

یاد تیری اوڑھ کر بیٹھوں کبھی لیٹوں کبھی

غیر سے ملنا سزا ، اس کے لئے ہے وقت کم

ذکرِ مولا جب چھڑے قابو میں ہم رہتے نہیں

دل کو رہتا ہے گلہ ، اُس کے لئے ہے وقت کم

ہر گھڑی رہتا ہے اُس کے ذکر کا چاؤ جنہیں

اُن کا کہنا ہے بجا ، اس کے لئے ہے وقت کم

کیسے کوزے میں سمیٹوں بحر کو حیران ہوں

کیا ہو عرضِ مدّعا ، اس کے لئے ہے وقت کم

چند لمحوں میں ہو کیا یارِ ازل کا تذکرہ

ہم کو ہے پاسِ حیا ، اس کے لئے ہے وقت کم

زندگی کیا چیز ہے عرشیؔ فقط کچھ وقت ہے

وقت یہ جس نے دیا ، اس کے لئے ہے وقت کم

بے فائدہ کوشش

خدا کو اور عورت کو سمجھنے کی سعی

بے فائدہ ہے، بے ضرورت ہے

کہ ساری عمر بھی کوشش کرو

تو کچھ نہ پائو گے

ہمیشہ مار کھائو گے

بالآخر ٹوٹ جائو گے

اِنہیں تم مان لینا

خیر سے جیون کٹے گا

چین پائو گے

☆☆☆☆☆☆

چھوٹی نظمیں

مدرز ڈے

دن کبھی باپوں کبھی مائوں کا منواتے ہیں وہ
ہر گھڑی تہذیب کے اسباق پڑھواتے ہیں وہ
ساتھ عرشی اپنے کتُوں کو سُلاتے ہیں مگر
اولڈ پیپلز ہوم میں مائوں کو چھوڑ آتے ہیں وہ

بوسہ

اپنے مردہ باپ کے ماتھے پہ

بوسہ دے کے آج

مجھ کو کچھ ایسا لگا

منتظر وہ میرے اس بوسے کا

جیون بھر رہا

معذور سہارا

میرا پائوں آج جب پھسلا تھا گیلے فرش پر

دفعتاً جس نے مجھے تھاما

وہ تھا اِک نوجواں

وہیل چیئر پر تھا، سنبھلا

مسکرا کے مجھ سے پھر کہنے لگا

میں یونہی پھسلا تھا گیلے فرش پر

تھامنے والا مگر کائی نہ تھا

ریڑھ کی ہڈی میں چوٹ آئی

سو چل سکتا نہیں

دل کے زخم کہاں چھپتے ہیں، دُکھ چہروں پر آ جاتے ہیں

جن پھولوں کو تتلی چومے، رنگ پروں پر آ جاتے ہیں

سُنا ہے چیونٹیوں میں بات۔۔۔۔۔

سُنا ہے چیونٹیوں میں بات

یہ اِک خاص ہوتی ہے

وہ بچوں کو جنم لیتے ہی

کچھ باتیں سکھاتی ہیں

ہے پہلی بات عرشی

اتفاق وامن سے رہنا

ہے نکتہ دوسرا

محنت مسلسل اور روز وشب

ہے نکتہ تیسرا

کرنا تعین سمت کا اپنی

یہی سادہ سے نکتے

کاش انساں بھی سمجھ جائیں

رہیں مل کر کریں محنت

تعیّن سمت کا کر لیں

کہ سمت اللہ کی بے شک

سبھی سمتوں سے اعلیٰ ہے